

صیقِل : جلا، چمک، صفائی۔

شرح :- آئینے سے مراد فولادی آئینہ ہے۔ بہر وجود کو جلا پانے، روشن ہونے اور بہر داغ دھبہ محو کر دینے کا عشق ہے اور اس عشق کی کرشمہ کاری نے ہر شے کو اتنا مسحور کر رکھا ہے کہ وہ چاہتی ہے، کوئی داغ لگے اور اسے صاف کیا جائے۔ دیکھیے فولادی آئینہ برسات میں نمی کی وجہ سے سبز ہو جاتا یعنی اسے زنگ لگ جاتا ہے۔ وہ بھی صرف اس لیے زنگ آلود ہوتا ہے کہ صیقِل گر کے پاس پہنچے اور اسے صاف، روشن اور مجلا کیا جائے۔

شاعر کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ جلا کی آرزو بہر قلب میں انتہا پر پہنچی ہوئی ہے اور بہر دل ہر مشق جلا بننے کے لیے مضطرب ہے۔

۱۰۔ شرح :- اے غالب! پھولوں کا جلوہ دیکھنے سے دل میں چیزوں کے دیکھنے کا ذوق تربیت پاتا ہے اور جلوہ گل کا حقیقی مقصد ہی یہ ہے کہ انسان میں دیکھنے کا ذوق ترقی کرے۔ کوئی بھی منظر سامنے آئے، اس کا رنگ روپ کیسا ہی ہو، آنکھ کو چاہیے کہ بہر حال میں کھلی رہے اور اُسے دیکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک آنکھ میں دیکھنے کا ذوق اور دل میں ہر شے سے فائدہ اٹھانے کی تڑپ موجود نہ ہو، اس کائنات کے حقائق انسان پر نہیں کھل سکتے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو بصارت و بصیرت عطا کی ہے، اس سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔



پھر مژدہ وقت کہ ہو بال کشا، موجِ شراب

دے بطِ مے کو دل و دستِ ثنا، موجِ شراب

پلوچہ مت و جہرِ سیہ مستی اربابِ چمن

ساتھ تاک ہر مژدہ، ہر مژدہ، ہر مژدہ

ان اشعار میں برسات کے مناظر

پیش نظر رکھے گئے ہیں اور برسات

کو مرزا غالب ہندوستان کی

بہار سمجھتے تھے، چنانچہ وہ خود

فارسی کی ایک غزل کے مقطع